بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
پریشانیاں
اور
اُن کا علاج
تصنیف
فقیہ العصر
بقیۃ السلف
حضرت علامہ
مفتی محمد امین
صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
ناشر
مکتبہ سلطانیہ
محمد پورہ مین بازار گلی نمبر 4
جامع مسجد گلزار مدینہ فیصل آباد
فون 041-2637239

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العالمين الذى جعلنامن امة حبيبه رحمة للعالمين شفيع المذنبين اكرم الاولين و الآخرين صلى الله عليه وعلىٰ اله و اصحابه اجمعين۔

امابعد!

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ دوست احباب دنیا کی پریشانیوں سے پریشان ہوکر بہت زیادہ آزردہ اور رنجیدہ خاطر ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کو ہم سمجھتے ہی نہیں کہ دنیا کیا چیز ہے اور کس لئے بنائی گئی ہے۔ اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں تو اتنے پریشان نہ ہوں۔ لہٰذا احباب کی بہتری اور بھلائی کے لئے مندرجہ ذیل باتیں سپردِ قلم کی جاتی ہیں۔ **اقول وبالله التوفيق**

﴿ دو گھر ﴾

اللہ تعالیٰ نے دو ہی گھر بنائے ہیں ایک دنیا اور دوسرا آخرت۔ دنیا کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں، کافروں، منافقوں اور مشرکوں کے لئے بنایا ہے اور آخرت (جنت) ایمانداروں کے لئے بنائی ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اما ترضی ان تکون لھم الدنیا ولنا الآخرۃ.

﴿ صحیح البخاری ومسلم ﴾

یعنی اے عمر! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ کافروں کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے نیز قرآن پاک میں ہے: والعاقبة للمتقین. یعنی آخرت صرف پرہیزگاروں، ایمان والوں کے لئے ہے اور کافروں کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا: ومالہ فی الآخرۃ من نصیب. یعنی کافروں کے لئے آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے ہاں دنیا کافر کے لئے عیش کی جگہ اور مومن کے لئے محنت کی جگہ ہے

حدیث پاک میں ہے:الدنیا مزرعة الآخرة . دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔(اوکما قال)نیز فرمایاان عباد الله لیسوا بمتنعمین. (اوکما قال) یعنی اللہ کے بندے نازونعمت والے یعنی عیش کرنے والے چسکولے نہیں ہوتے۔

مومن نے تو دنیا میں گزارہ کرنا اوروقت پاس کرنا ہے اور جب یہ تقسیم ہوچکی کہ دنیا کافروں کے لئے ہے اورآخرت ایمانداروں کے لئے ہےتو چاہیےتو یہ تھا کہ کافروں کودنیاپوری ملتی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں،ایمانداروں کی خاطر کافروں کوایک گھر (دنیا)بھی پورا نہ دیا۔قرآن مجید میں ہے:

لولاان یکون الناس امةواحدة لجعلنالمن یکفر بالرحمن لبیوتھم سقفامن فضةومعارج علیھا یظھرون ولبیوتھم ابوابا وسرراعلیھا یتکون وزخرفا وان کل ذالک لما متاع الحیوٰة الدنیا و الآخرة عندربک للمتقین . ﴿سورۃ زخرف﴾

یعنی اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کمزور ایمانوں والے اپنے ایمانوں کو چھوڑ کر کافروں کے پیچھے چل پڑیں تو ہم کافروں کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بناتے اور چاندی ہی کی سیڑھیاں ہوتیں جن پر وہ چڑھتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور پلنگ بھی چاندی کے بناتے اور سونا ہی سونا دیتے مگر یہ سب دنیا کا سامان ہے اور آخرت ساری کی ساری متقی اور ایماندار لوگوں کے لئے ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا کا گھر کافروں اور منافقوں، دشمنوں کے لئے ہے ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے اور جب ہمیں معلوم ہو چکا کہ کافروں کے لئے صرف دنیا ہی دنیا ہے اسی لئے دنیا کی چہل پہل دنیا کی دولت وثروت دنیا کی آسائش کافروں منافقوں اور دشمنوں کے لئے ہے۔ چنانچہ تحفہ نصائح میں ہے کہ فرعون نے چار سو سال تک انا ربکم الاعلی کا نعرہ لگایا یعنی تمہارا سب سے بڑا رب میں ہوں تو اس چار سو سال میں اُس کو کبھی سر درد بھی نہ ہوا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں جو کہ نبیوں کے نبی اور رسولوں

کے امام ہیں جن کی خاطر سب کچھ بنا جن کی شان رفیع میں وارد ہوا: **لولاک لما خلقت الافلاک**. یعنی اے حبیب اگر ہم نے آپ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو ہم آسمان وزمین کچھ بھی نہ بناتے۔ اس حبیب یکتا کو اتنا شدید بخار ہوتا کہ دو آدمی برداشت نہ کرسکیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ سید دوعالم ﷺ کو بخار ہے صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم نازنین پر ہاتھ رکھا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو شدید بخار ہے یہ سن کرامت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے اتنا شدید بخار ہے جتنا کہ دو مردوں کو ہوتا ہے صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ اس لئے ہے کہ آپ کے لئے دوگنا اجر ہے فرمایا ہاں اسی لئے شدید بخار ہے۔ اس سے بھی روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ دنیا خدا تعالیٰ کے دوستوں کے لئے نہیں دنیا کافروں اور دشمنوں کا گھر ہے تو اے میرے مسلمان بھائی پھر تو اس

گھر (دنیا) کو حاصل کرنے کے لئے کیوں اتنا بے قرار و بے چین ہے جو کہ بنایا ہی اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے لئے ہے کیا تو بھی خدا تعالیٰ کے دشمنوں میں شمار ہونا چاہتا ہے۔

ولاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم
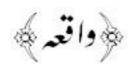
سیدنا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک نبی دریا کے کنارے جارہے تھے آگے گئے تو دیکھا کہ دو مچھیرے مچھلیاں پکڑ رہے ہیں۔ ایک ایماندار اور دوسرا کافر تھا ایمان والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جال پھینکا تو اس میں ایک بھی مچھلی نہ آئی دوسرے نے شیطان کا نام لے کر جال پھینکا تو اتنی زیادہ مچھلیاں آئیں کہ جال بھر گیا۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ حالانکہ نام پاک تو تیرا ہی برکتوں والا ہے۔ یہ معاملہ اُلٹ کیوں ہوا؟

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے پیارے نبی کو ان دونوں کا انجام دکھادو ۔ فرشتوں نے پردہ اُٹھا دیا اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے نام مبارک پر جال پھینکا تھا اور اس میں ایک بھی مچھلی نہ آئی تھی اس کا مکان جنت میں ایسا عالیشان ہے کہ اس کی شان بیان ہی نہیں ہوسکتی ۔ اور پھر دوسرے کو دیکھا کہ دوزخ میں جل رہا ہے یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے نبی نے عرض کیا یا اللہ میں اس تقسیم پر راضی ہوں ۔ وہ تقسیم یہی ہے کہ دنیا کافروں کے لئے ہے اور آخرت ایمانداروں کیلئے ۔

دنیا اور آخرت کا موازنہ

دنیا آخرت کے مقابلہ میں بالکل ہی حقیر ہے ذلیل ہے قلیل ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں فرمایا: وان الدار الآخرة لهی الحیوان لو کانوا یعلمون . ﴿سورۃ عنکبوت﴾

یعنی زندگی ہے تو صرف آخرت کی زندگی ہے کاش کہ لوگ اس

بات کو جان لیں۔

حدیث پاک میں ہے جس کے راوی سیدنا مستورد بن شداد ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر اُٹھائے پھر دیکھے کہ انگلی کے ساتھ کتنا پانی آیا ہے یعنی اس پانی کی تری کو جو انگلی کے ساتھ آئی ہے جیسے سمندر کے پانی کے ساتھ نسبت ہے۔ یوں ہی دنیاوی زندگی کو آخرت کی زندگی کے ساتھ نسبت ہے۔

اے میرے مسلمان بھائی! ہمیں کچھ سوچنا چاہیے کہ جس ناپائیدار زندگی کو حاصل کرنے کے لئے ہم اس ابدی زندگی کو داؤ پر لگائے بیٹھے ہیں۔ اس زندگی کی اس آخرت کی زندگی کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے۔

نیز یہ دنیا کی زندگی گدلی زندگی، ناپائیدار زندگی، دھوکے کی زندگی، دکھوں، دردوں کی زندگی، بیماریوں اور پریشانیوں کی زندگی،

خوف وہراس کی زندگی کہیں چوروں اور ڈاکوؤں کا ڈر کہیں انکم ٹیکس والوں کا ڈر، کہیں محکمہ پولیس والوں کا ڈر، کہیں مقدمے بازیاں، کہیں اپنوں کیساتھ جھگڑے، کہیں بیگانوں کے ساتھ جھگڑے، ذرا زیادہ کھایا جائے تو بدہضمی اور ہیضہ کا ڈر، کبھی گرمی ستارہی ہے، تو کبھی سردی۔ نیز اس دنیاوی زندگی میں چین نہیں سکون نہیں۔

اس ناپائیدار زندگی میں آج اگر جوانی ہے تو کل بڑھاپا آنے والا ہے چند دنوں کے بعد آنکھ، کان وغیرہ سب آہستہ آہستہ جواب دیتے چلے جائیں گے مگر وہ آخرت کی زندگی پائیدار زندگی ہے نہ ختم ہونے والی ابدی زندگی ہے۔ اس زندگی میں نہ پریشانی نہ دھوکہ فریب نہ ڈر خوف نہ بیماری نہ بڑھاپا نہ بدہضمی وغیرہ وہاں جتنا چاہے جو چاہے کھائے خواہ دس من کھا جائے کچھ بھی نہ ہوگا۔ نہ پیشاب نہ پاخانہ بس خوشبودار فرحت بخش ڈکار آیا سب کچھ ہضم وہاں کی ہر چیز تکوینی یعنی بندہ جو چاہے اسی وقت موجود ہوگا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: وفیھا ماتشتھیہ الانفس وتلذالاعین

وانتم فیھا خالدون. یعنی جنت میں جو جی چاہے گا اور جس سے آنکھیں لذت حاصل کریں وہی ہوگا اور اے میرے بندو تم جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے۔

عبرت حاصل کرنے کا واقعہ

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روض الریاحین میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کی گلیوں میں جارہے تھے کیا دیکھا کہ بادشاہ کی لونڈی سواری پر جارہی ہے زرق برق لباس پہنے آگے پیچھے خدام نوکر چاکر جارہے ہیں یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے ولی مالک بن دینار کو غیرت آئی اور اس جاریہ (لونڈی) کو آواز دی کہ بی بی کیا تجھے تیرا مالک بیچتا ہے یہ سن کر اس جاریہ نے پوچھا باباجی آپ نے کیا کہا آپ نے جواباً فرمایا میں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تیرا مالک تجھے بیچتا ہے اس پر اس جاریہ نے کہا اگر میرا مالک مجھے بیچے تو کیا آپ جیسے مجھے خرید سکتے ہیں۔ آپ

نے فرمایا میں تو تجھ سے بہتر کو بھی خرید سکتا ہوں۔ اس پر قہقہہ بلند ہوا اور اس نے غلاموں کو حکم دیا کہ اس باباجی کو بھی سواری پر بٹھا کر لے آؤ چند گھڑیاں شغل ہی سہی۔ اور جب وہ جاریہ بادشاہ کے محل میں پہنچی تو اس نے بادشاہ سے تذکرہ کیا کہ باباجی یوں کہتے ہیں یہ سن کر بادشاہ ہنسا اور حکم دیا کہ باباجی کو میرے سامنے لاؤ۔ بادشاہ نے جب دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور پوچھا باباجی آپ کو کیا کام ہے؟ آپ نے فرمایا یہ لونڈی میرے ہاتھ بیچ دے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ اس کی قیمت دے سکیں گے؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں بادشاہ نے پوچھا آپ اس کی کتنی قیمت لگاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس لونڈی کی قیمت میرے نزدیک ایک کھجور کی دو گٹھلیاں گلی سڑی اس بات پر قہقہہ بلند ہوا پھر بادشاہ نے پوچھا باباجی آپ نے یہ قیمت کس اعتبار سے لگائی ہے فرمایا یہ قیمت اس اعتبار سے لگائی ہے کہ اس لونڈی میں عیب بہت زیادہ ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کون سے ہیں تو آپ نے فرمایا غور سے سن۔ اس میں یہ عیب ہے کہ اگر یہ بالوں کو

تیل نہ لگائے تو بدبو آنے لگے اور اگر یہ مسواک نہ کرے تو منہ سے بدبو آئے اور اگر یہ بالوں میں کنگھی نہ کرے تو جوئیں پڑ جائیں اور بال بکھر جائیں پراگندہ ہو جائیں۔ نیز اس میں یہ عیب ہے کہ اگر یہ کچھ سال زندہ رہے گی تو اس پر بڑھاپا چھا جائے گا پھر یہ منہ لگانے کے قابل نہ رہے گی نیز اس میں یہ عیب ہے کہ اسے حیض آتا ہے۔ یہ پیشاب پاخانہ بھی کرتی ہے اسے پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہیں یہ غمگین بھی ہو جاتی ہے نیز اس میں یہ عیب بھی ہے کہ تجھ سے تیرے لئے محبت نہیں کرتی بلکہ اپنے لئے تجھ سے محبت کرتی ہے اور تجھ سے محبت اس لئے کرتی ہے کہ تو اسے کھلاتا پلاتا ہے نیز یہ عہد کی پکی نہیں اگر یہ کسی اور کے پاس چلی جائے تو اس سے بھی یوں ہی محبت کرے یہ سن کر بادشاہ نے پوچھا بابا جی یہ بتایئے کہ کوئی ایسی جاریہ ہے جس میں یہ عیب نہ ہوں فرمایا ہاں ایسی جاریہ جو خالص کافور، زعفران کستوری اور نور سے بنائی گئی ہے وہ ایسی ہے کہ اگر اس کا تھوک کھاری سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر میٹھا ہو جائے وہ کسی

مردہ سے کلام کرے تو اس کے کلام کو سن مردہ زندہ ہو جائے اور اگر اس کی کلائی (بازو) کھل جائے تو سورج بے نور ہو جائے اور اگر وہ اندھیرے میں جھانکے تو سب نور و نور ہو جائے اور اگر اس کا نور آفاق میں نمودار ہو تو زمین آسمان خوشبو سے مہک جائیں وہ کستوری اور زعفران کے باغوں میں پرورش پا رہی ہے یاقوت و مرجان کی شاخوں میں بستی ہے وہ نعمتوں والے خیموں میں رہتی ہے وہ تسنیم کا پانی پیتی ہے۔ وہ عہد کی کچی نہیں اس کی محبت بدل نہیں سکتی۔ اے بادشاہ بتا کہ کون سی جاریہ خریدنے کے قابل ہے بادشاہ نے کہا وہی خریدنے کے قابل ہے جو کہ آپ نے بتائی ہے مگر یہ بتایئے کہ وہ کہاں سے مل سکتی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے؟ اور وہ کب مل سکتی ہے آپ نے فرمایا وہ ہر وقت خریدی جا سکتی ہے اور اس کی قیمت یہ ہے کہ تو رات کو اُٹھے اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دو رکعت نفل پڑھے اور جب تو کھانا کھائے تو کسی بھوکے کو بھی یاد کر لیا کرے اور راستے میں کوئی ایذاء دینے والی چیز ہو تو اسے راستہ سے ہٹا دے تا کہ

حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تکلیف نہ پہنچے اور تو دنیا میں عیش وعشرت کو چھوڑ کر گزارہ ہی کرے اور اس دنیا دار غرور سے دل برداشتہ ہو کر دار الخلود پر دل لگائے یہ سن کر بادشاہ نے اس لونڈی سے پوچھا کہ کیا تو باباجی کی باتیں سن رہی ہے اس نے جواباً کہا ہاں سن رہی ہوں۔ بادشاہ نے پوچھا کیا یہ سچ کہہ رہے ہیں یا غلط؟ لونڈی نے کہا یہ بالکل سچ کہہ رہے ہیں اور انہوں نے خیر خواہی کی باتیں بتائی ہیں یہ سن کر بادشاہ نے کہا جا میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا اور اے میرے غلاموں تم سب کو میں نے آزاد کر دیا اور اس نے اپنا محل بمع ساز وسامان فی سبیل اللہ دے دیا اور ایک موٹا سا پردہ لٹک رہا تھا اسے کھینچا اور اس کا لباس بنا کر پہن لیا یہ دیکھ کر اس لونڈی نے بھی فاخرانہ لباس اتار کر سادہ لباس پہن لیا اور دونوں نے سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سچی توبہ کی پھر آپ نے ان دونوں کو دعا دے کر وداع کر دیا دونوں تا زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ کر دار غرور کو چھوڑ کر دار خلود کے راہی ہو گئے۔ **رحمهما الله تعالیٰ رحمة واسعة**

(روض الریاحین صفحہ ۵۵)

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں دل لگا بیٹھنا یہ مومن کا کام نہیں بلکہ کافروں کو زیبا ہے کہ وہ دنیا کے ہی ہو کر رہ جائیں کیونکہ یہ دھوکہ اور فریب کی دنیا کافروں کے لئے ہی بنائی گئی ہے ایماندار کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ والعاقبة للمتقين ۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے دن دو بندے دربار الٰہی میں حاضر کئے جائیں گے ایک دنیا دار جس کے پاس ایمان کی دولت نہ ہوگی اور اس کی ساری زندگی عیش وعشرت اور ٹھاٹھ کے ساتھ گذری ہوگی ۔ دوسرا وہ بندہ جس کی ساری زندگی تنگدستی فقر و فاقہ کی گذری ہوگی مگر وہ ایماندار ہوگا ۔ اس دنیا دار کے متعلق حکم ہوگا اے فرشتو اس کو دوزخ میں ایک ہی غوطہ دے کر لاؤ جب فرشتے اس کو لائیں گے اور اس سے پوچھا جائے گا اے بندے تو نے کبھی کوئی خوشی دیکھی تو وہ چونکہ دوزخ میں غوطہ کھانے کی وجہ سے سب نعمتیں بھول چکا ہوگا وہ عرض کرے گا یا اللہ میں نے کبھی کوئی خیر کوئی نعمت دیکھی ہی نہیں پھر اس بندے کے متعلق حکم ہوگا کہ جس کے پاس ایمان کی دولت ہوگی

اس کو جنت دکھا کرلا ؤ جب وہ حاضر کیا جائے گا تو اس سے پوچھا جائے گا اے بندے بتا تو نے کبھی کوئی دکھ یا پریشانی دیکھی ہے؟

تو وہ کہے گا یا اللہ میں نے کبھی کوئی پریشانی کوئی دکھ دیکھا ہی نہیں ۔ ﴿مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۲﴾

یہ ہے دنیا اور آخرت کی حقیقت مگر ہم ہیں کہ دنیا میں ذراسی پریشانی آئی سخت پریشان ہو جاتے ہیں ۔ یہ سب دنیا کی محبت کا کرشمہ ہے۔

﴿دنیاوی پریشانیاں کیوں آتی ہیں﴾

دنیاوی پریشانیاں کیوں آتی ہیں کیا یہ اپنے آپ آجاتی ہیں یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہیں اس کا جواب ہمیں قرآن مجید سے ملتا ہے: وما اصابکم من مصیبة فباذن الله ۔ یعنی اے بندو تمہیں کوئی بھی مصیبت اور پریشانی آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہے۔

سوال

یہ پریشانیاں ایمان والوں کو کیوں آتی ہیں؟

جواب

یہ پریشانیاں یہ تکلیفیں اور مصیبتیں بے فائدہ نہیں بلکہ ان کے ضمن میں ہزار ہا فائدے اور حکمتیں ہیں چند احادیث مبارکہ اور واقعات لکھے جاتے ہیں تا کہ ہم سبق حاصل کریں اور صبر کا دامن نہ چھوڑیں۔

حدیث نمبر ۱

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یرد الله به خیرا یصیب منه .

(صحیح بخاری، مشکوۃ شریف)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے آزمائشوں میں ڈال دیتا

ہے۔ سبحان اللہ اگر ہم دنیا کی عینک اتار کر دیکھیں تو ہمیں صاف نظر آ جائے گا کہ:

تندی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

مگر ہم ہیں کہ ذرا آزمائش آئی کوئی پریشانی سامنے آئی تو ہم سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گیا ہے ایسی سوچ قطعاً غلط ہے۔

حدیث نمبر ۲

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لا تصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکة یشاکها الا کفر اللہ بها من خطایاه.

﴿صحیح بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح﴾

حضرت ابوسعید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جب کبھی کوئی پریشانی کوئی مصیبت کوئی غم کوئی فکر کوئی تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ اگر مسلمان کو کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حدیث نمبر ۳

مامن مسلم یصیبہ اذی من مرض فماسواہ الاحط اللہ تعالیٰ بہ سیا تہ کما تحط الشجرۃ ورقھا .

﴿صحیح بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح﴾

سیدنا عبداللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ عنہ سید العالمین ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ اگر مسلمان کو کوئی تکلیف بیماری وغیرہ پہنچے تو اس کے بدلے اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے کہ خشک پتے درخت سے جھڑ جاتے ہیں۔

حدیث نمبر ۴

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ ام السائب فقال مالک تزفزفین قالت الحمی لا بارک اللہ فیھا فقال لا تسبی الحمی فانھا تذھب خطا یا بنی آدم کما یذھب الکیر خبث الحدید ۔ ﴿رواہ مسلم،مشکوٰۃ المصابیح﴾

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سید دوعالم حبیب مکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب صحابیہ کی بیمارپرسی کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا اے ام سائب کیا بات ہے کہ تو کانپ رہی ہے عرض کیا حضور مجھے بخار ہے اللہ تعالیٰ بخار کو برکت نہ دے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام سائب بخار کو برامت کہو کیونکہ یہ تو انسان کے گناہ یوں جلا دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگار کو جلا دیتی ہے۔

حدیث نمبر ۵

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول قال الله سبحانه وتعالیٰ اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیه ثم صبر عوضته منها الجنة یرید عینیه . ﴿رواہ البخاری، مشکوٰۃ المصابیح﴾

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میں کسی کی آنکھیں لے لوں اور وہ صبر کرے تو میں اس صبر کے بدلے اُسے جنت عطا کروں گا۔

حدیث نمبر ۶

عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا ارادالله بعبده الخیر عجل له العقوبة فی الدنیا واذا اراد الله بعبده الشر امسک عنه

بذنبه حتى يوافيه به القيامة . ﴿رواہ ترمذی، مشکوۃ شریف﴾

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہوں کی سزا اسے دنیا میں ہی دیتا ہے۔ (بیماری اور پریشانی کی صورت میں) اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ نہ کرے تو اس کو اس کے گناہوں کی سزا دنیا میں نہیں دیتا بلکہ اس کو قیامت کے دن پوری سزا ملے گی۔

﴿حدیث نمبر ۷﴾

عن انس رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان عظم الجزاء مع عظم البلآء وان الله عزوجل اذا احب قوما ابتلاهم فمن رضى فله الرضا ومن سخط فله السخط . ﴿رواہ الترمذی وابن ماجہ، مشکوۃ﴾

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی بڑی آزمائش آئے گی اتنی ہی بڑی جزا ملے گی اور بے شک اللہ تعالی جل جلالہٗ جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو اس قوم کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے پھر جو شخص ان میں سے اللہ تعالی کی قضا پر راضی ہوا۔ اللہ تعالی بھی اُس پر راضی ہو جاتا ہے اور جو شخص قوم میں سے اللہ تعالی کی تقدیر پر ناراض ہوا اس کے لئے اللہ تعالی کی ناراضگی ہے۔

اس حدیث پاک کے یہ الفاظ مبارکہ قابل غور ہیں کہ جتنی بڑی آزمائش اتنی بڑی جزا نصیب ہوگی۔ اسکی مناسبت سے ایک واقعہ بھی لکھا جاتا ہے خدا تعالی ہمیں توفیق دے کہ ہم عبرت کی نظروں سے پڑھیں۔

واقعہ

ابن عبداللہ الحرشی کا بیان ہے کہ میں ایک قبرستان گیا وہاں ایک قبر والے سے جو کہ نیک صالح تھا ملاقات ہوئی تو میں نے اس

سے سوال کیا کہ قبرستان میں سب سے افضل کون ہے تو اس نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں نے دعا کی یا اللہ مجھے اس سے ملا تو وہ قبر والا نکلا اور میرے قریب آ گیا وہ ایک نوعمر نوجوان تھا میں نے سوال کیا۔

آپ سب سے افضل ہیں اس نے جواب دیا ہاں کہتے ایسا ہی ہیں، میں نے پوچھا کہ آپ کس سبب سے اس مرتبہ کو پہنچے کہ سب سے افضل ہو گئے حالانکہ آپ کی اتنی عمر تو نہیں اس نے کہا حج وعمرہ جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے اور یہ کہ مجھ پر مصیبتیں آئیں اور میں نے صبر کیا بس اس وجہ سے میں سب سے افضل کر دیا گیا ہوں (کتاب الروح مختصراً) پتہ چلا کہ صبر کا مقام سب سے اونچا ہے۔

اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب . یعنی صبر کرنے والوں کو اجر وثواب بے حساب دیا جائے گا۔

حدیث نمبر ۸

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یزال البلآء بالمومن او المؤمنة فی ماله وولده حتی یلقی الله تعالیٰ وما علیه خطیئة .

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن مرد اور مومن عورت پر جان مال اور اولاد میں بلائیں اور مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔حتیٰ کہ وہ دربار الٰہی میں اس حال میں پہنچتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

حدیث نمبر ۹

عن محمد بن خلاد السلمی عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان العبد اذا سبقت له من الله منزلة لم یبلغها بعمله ابتلاه الله تعالیٰ

فی جسده او فی ماله او فی ولده ثم صبره علىٰ ذالک حتیٰ یبلغه المنزلة التی سبقت له من الله .

﴿رواه احمد ، مشکوٰۃ شریف﴾

محمد بن خالد سلمی اپنے باپ اپنے دادا رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندے کے لئے ایک مقام تیار کیا جاتا ہے لیکن وہ اسے نیکی سے حاصل نہیں کر سکتا تو اسے اللہ تعالیٰ جان مال اولاد کی پریشانیوں میں ڈال دیتا ہے پھر اس بندے کو صبر کی توفیق بھی عطا کرتا ہے ۔ حتیٰ کہ وہ اس مقام کو حاصل کر لیتا ہے ۔

﴿حدیث نمبر ۱۰﴾

عن یحیی بن سعید قال ان رجلاً جاء ہ الموت فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال رجل هنیئاً له مات ولم یبتل بمرض فقال رسول الله ﷺ

ویحک مایدریک لو ان الله ابتلاه بمرض فکفر عنه من سیئاته . ﴿مشکوٰۃ المصابیح﴾

سیدنا یحیٰی بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں ایک شخص فوت ہوا تو کسی نے کہہ دیا اسے مبارک ہو کہ یہ فوت ہوا اور یہ کسی قسم کی بیماری میں مبتلا نہ ہوا یہ سن کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نے یہ کیوں کہا تجھے کیا معلوم کہ اگر یہ کسی بیماری میں مبتلا ہوتا تو اس کے گناہ معاف ہو جاتے۔

﴿حدیث نمبر ۱۱﴾

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا کثرت ذنوب العبد ولم یکن له ما یکفرها من العمل ابتلاه الله بالحزن لیکفرها عنه. ﴿رواہ احمد، مشکوٰۃ شریف﴾

ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس اتنے نیک عمل نہیں ہوتے کہ وہ ان گناہوں کا کفارہ ہوسکیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پریشانیوں میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے (اور وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں)

حدیث نمبر ۱۲

عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الرب تبارک وتعالیٰ یقول وعزتی وجلالی لااخرج احدا من الدنیا ارید اغفر لہ حتی استوفی کل خطیئۃ فی عنقہ بسقم فی بدنہ واقتار فی رزقہ. (مشکوٰۃ شریف)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک رب تعالیٰ جل جلالہٗ ارشاد فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم، میں جس بندے کو بخشنا چاہتاہوں اس کو بیماری دے کراور رزق کی تنگی دے کر دنیا سے جانے سے پہلے پہلے اس کے سارے گناہ مٹادیتاہوں۔

حدیث نمبر ۱۳

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم یود اهل العافیة یوم القیامة حین یعطی اهل البلاء الثواب لو ان جلودهم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض . ﴿رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف﴾

حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب مصیبت زدہ اور پریشان حال والوں کو اجر وثواب دیا جائے گا تو وہ لوگ جن کو کوئی پریشانی دنیا میں نہ آئی تھی وہ تمنا کریں گے کاش کہ

ہمارے جسم دنیا میں قینچیوں سے ساتھ کاٹے جاتے۔

یہ تیرہ احادیث مبارکہ تحریر کی گئی ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ دنیا کا گھر ایمان والوں کے لئے نہیں ہے بلکہ ان کا گھر آخرت ہے اور اس دنیا میں مصیبتیں اور پریشانیاں ایمان والوں کے لئے بلندی درجات اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہیں۔ پھر انسان سوچے کہ وہ جب ماں کے پیٹ میں تھا تو فرشتے نے اس کا رزق لکھ دیا ہے۔ وہ ہر صورت ملے گا پھر اتنی بے قراری کیوں؟۔

سوال

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اجیب دعوة الداع اذا دعان .

یعنی جب بھی کوئی بندہ مجھ سے دعاء کرے میں قبول کرتا ہوں۔ مگر ہم بار بار دعاء کرتے ہیں۔ درود پاک پڑھ کر، صدقہ خیرات کر کے بھی دعائیں کرتے ہیں بزرگوں سے دعائیں کراتے ہیں مگر ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟۔

جواب

ہم دنیا دار یہی سمجھتے ہیں کہ جو مانگا جائے وہی ملے تو دعاء قبول ہے ورنہ نہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ دعاء کی قبولیت کے تین درجے ہیں ایک یہ کہ بندہ جو مانگے وہی عطا ہو (دوم) اس دعا کی وجہ سے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں (سوم) بندے کی بھلائی اور بہتری کے لئے اس کی دعا جمع رہے قیامت کے دن اس کا اجر اس کو عطا ہو جیسے کہ آپ حدیث نمبر ۱۳ میں پڑھ چکے ہیں۔

واقعہ

ایک نیک متقی پرہیز گار بندے کو کوئی مشکل درپیش ہوئی وہ پچھلی رات اُٹھا وضو کیا مصلے بچھایا نوافل ادا کیے اور سر سجدے میں رکھ کر رونا شروع کر دیا اے اللہ میری مشکل حل کر دے اے ارحم الراحمین مجھے اس مصیبت سے رہائی عطاء کر صبح تک رو رو کر دعاء کرتا رہا حتیٰ کہ آنسوؤں سے مصلے تر ہو گیا روزانہ یوں ہی زاری کرتے عرصہ گزر گیا

مگراس کا کام نہ ہوا پھر ایک دن ایک طائفہ (فاحشہ)عورت کوبھی کوئی مشکل پیش آئی وہ بھی پچھلی رات اُٹھی مصلے بچھایا سرسجدے میں رکھ کر دعاء کی فرشتے کوحکم ہوا کہ جلدی سے اس کا کام کردے فرشتے حکم عدولی تو کرسکتے ہی نہیں لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون . فرشتے نے وہ کام کردیا بعد میں فرشتہ نے عرض کیا یا اللہ کوئی شکوہ شکایت نہیں کوئی اعتراض نہیں صرف سمجھنے کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں حکم ہوا اے فرشتے پوچھ کیا پوچھتا ہے عرض کیا یا اللہ تیرا فلاں بندہ متقی پرہیز گار تیرا فرمانبردار بندہ روزانہ روتا گڑگڑاتا ہے زاری کرتا ہے اس کی معمولی سی مشکل وہ تو حل نہیں ہوتی اور یہ طائفہ پلید عورت اس نے ایک ہی دن دعاء مانگی تو فوراً حکم ہوا کہ اس کا کام کروایسا کیوں؟۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتے یہ بتا کہ اگر اس بندے کا کام ہوجائے تو یہ پھر آئے گا اور سجدے میں سر رکھ کر گریہ زاری کرے گا۔ فرشتے نے عرض کی یا اللہ یہ پھر کیوں آئے گا۔ اسی لئے تو یہ روتا زاری کرتا ہے کہ اس کا کام ہو

جائے کام ہونے کے بعد یہ زاری نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتے اس کو لگا رہنے دو جب یہ روتا ہے مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اس کو رہنے دو اس کا حساب کتاب قیامت کے دن کرلیں گے۔

''اور اے فرشتے یہ بتا کہ اگر اس پلید عورت کا آج کام نہ ہوتا تو کل پھر میرے دربار آتی یا نہ، عرض کیا یا اللہ کیوں نہ آتی فرمایا اس گندی عورت کو گندی دنیا دے دو تا کہ وہ دوبارہ میرے دربار نہ آئے''

اس واقعہ سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے یاد کرنے والے اپنے بندوں کی دعاء کی قبولیت میں کیوں تاخیر فرماتا ہے۔

حدیث پاک میں بھی ہے: **اذا احب اللــه عبداً ابتلاه يسمع تضرعه .** ﴿جامع صغیر﴾

یعنی جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے تا کہ اس کا رونا اس کی گریہ زاری سنے۔

نیز حدیث پاک میں ہے جب کوئی اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ دعا مانگتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام دربارِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں یا اللہ یہ تیرا بندہ تجھ سے مانگ رہا ہے، تو حکم ہوتا ہے اے جبرئیل ٹھہر جا ابھی اس کو نہ دو تا کہ پھر مانگے، پھر مانگے کیونکہ مجھے اس کی آواز بڑی پیاری لگتی ہے۔

اور جب کوئی بدکار دعا مانگتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ اے فرشتو! اس کی مراد اس کو جلدی دو تا کہ پھر نہ مانگے کیونکہ مجھے اس کی آواز اچھی نہیں لگتی۔ ﴿رواہ ابن ابی شیبہ، بیہقی از احسن الوعاء﴾

﴿واقعہ﴾

حضرت یحیٰ بن قطان رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا تو حضرت یحیٰ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں اکثر دعا کرتا ہوں مگر تو قبول نہیں فرماتا۔ جواب ملا یحیٰ مجھے تیری آواز پیاری لگتی ہے اس لئے میں تیری قبولیت میں تاخیر کر دیتا ہوں۔ ﴿احسن الوعاء﴾

اس ارشاد کی لذت کو وہی جانتا ہے جس کے دل میں اللہ رسول کی محبت ہو (جل جلالہٗ و ﷺ)۔ ہم دنیا دار لوگ جن کے رگ و ریشہ میں دنیا کی محبت سمائی ہوئی ہے۔ اس قول مبارک کی چاشنی اور قدر و قیمت کو کیا جانیں۔ ہم نے تو یہی سبق پڑھا ہوا ہے کہ ہماری آواز اللہ تعالیٰ کو پیاری لگے یا نہ لگے ہمیں تو دولت کی فراوانی اور چہل پہل چاہیے۔

لاحول ولا قوة الابالله العلی العظیم.

سبق آموز موازنہ

دو بھائی ہوں دونوں نیک نمازی، تہجد گزار، پابند صوم و صلاۃ ہوں ان میں سے ایک کا دنیا میں گزارہ ہی ہے مگر دوسرا بھائی امیر کبیر مالدار ہے ٹھاٹھ کی زندگی گذر رہی ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو چونکہ دونوں نیک، نمازی پرہیز گار ہیں۔ دونوں ہی جنت کے حق دار ہیں لیکن اس پہلے کو حکم ہوگا کہ تو جنت جا اور وہاں جا کر عیش کر دوسرے کو

حکم ہوگا تو ابھی باہر ہی رہ،تو پانچ سو سال بعد جنت جائے گا۔

بتایئے کہ کیا حال ہوگا اس کا جس کو پانچ سو سال جنت سے باہر ہی رہنا پڑے گا۔ اور یہ بات فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ حدیث پاک میں ہے:

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يدخل الفقراء الجنة قبل الاغنياء بخمس مائة عام نصف يوم . ﴿رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف صفحہ ۴۴۷﴾

یعنی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقراءلوگ مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت جائیں گے۔

پھر اس پر غور کریں کہ ہم اپنے مستقبل کو نہیں جانتے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے؟ ہمارا رب تعالیٰ جو کہ سب کچھ جانتا ہے وہ بہتر جانتا ہے کہ ہمارے لئے کیا بہتر ہے اور جو کچھ ہمارے لئے بہتر ہے وہ اس نے ہمیں دے رکھا ہے۔

ایک کتاب میں ایک واقعہ پڑھا اس کا مفہوم بیان کیا جاتا ہے تاکہ ہم عبرت حاصل کریں۔

واقعہ

ایک دن موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کوہ طور کی طرف جا رہے تھے راستہ میں ریگستان سے گزر رہے تھے کہ ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اس نے دور سے ندا دی۔ حضور میری عرض سنتے جائیں۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام ادھر کو گئے دیکھا کہ وہ آگے پیچھے ریت ڈال کر پردہ کرکے بیٹھا ہوا ہے اس نے معذرت کی، حضور میرا حق تھا کہ میں آپ کی خدمت میں چل کر حاضر ہوتا مگر اُٹھنے سے معذور ہوں کیونکہ میرے پاس ایک بالشت بھر کپڑا نہیں جس سے ستر کرسکوں ریت کو آگے پیچھے ڈال کر پردہ کیا ہوا ہے۔ اے اللہ کے پیارے کلیم آپ کوہ طور پر جارہے ہیں آپ کو وہاں ہم کلامی کا شرف حاصل ہوگا تو آپ میری درخواست دربار الٰہی میں پیش کریں کہ

اللہ تعالیٰ مجھے بھی دنیاوی نعمتوں اور دولت سے کچھ عطا کرے یہ سن کر فرمایا ہاں میں ضرور عرض کروں گا۔

جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہم کلامی سے مشرف ہوئے تو اس بندے کی درخواست بھی پیش کردی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے پیارے نبی اس بندے کے حق میں جو بہتر ہے وہ میں نے اس کو دے رکھا ہے (بلکہ کوئی بندہ اپنے مستقبل کے بارے میں اتنا کچھ نہیں جانتا جتنا کہ میں جانتا ہوں)۔

موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے پھر عرض کی، پھر عرض کی تو حکم ملا کہ اے پیارے نبی تیرے کہنے پر میں اس کو دنیا کی دولت ونعمت دیتا ہوں جاؤ اس کو بتادو۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام آئے اور اس کو خوشخبری سنادی۔

اے بندے اللہ تعالیٰ کے دربار میں تیرے متعلق درخواست منظور ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے بہت کچھ دے گا یہ کہہ کر آپ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جب رزق کا دروازہ کھولا اور

رزق کی فراوانی ہوئی تو دولت کی خماری میں ہرعیب کیا اس نے شرابیں پیں، زنا کیے، ڈاکے ڈالے، قتل وغارت کیا سارے جرم وہ کرتا رہا آخر کار وہ پکڑا گیا جب اسے سولی چڑھانے لگے تو موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام بھی وہاں سے گزرے اس کو پہچان لیا اور پوچھا اے بندے کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا حضور وہی حال بہتر تھا جب ریت آگے پیچھے ڈال کر پردہ کیا ہوا تھا۔ اب دولت کے پیچھے لگ کر سارے عیب کئے اور اب دنیا سے بے دین جارہا ہوں۔

اس واقعہ سے بھی ہمیں سبق ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہنا اسی میں سعادت اور بھلائی ہے۔ ہاں حکم ہے: واسئلوا اللہ من فضلہ . اے بندو تم مجھ سے میرا فضل مانگتے رہو۔ مگر بے صبر نہیں ہو جانا چاہیے۔

سوال

آج کل اکثر لوگ اس لئے بزرگوں سے مرید ہوتے ہیں کہ پریشانیوں سے بچے رہیں ۔پیر صاحب دعا کریں گے یا تعویز دیں گے تو مصیبتیں ٹل جائیں گی ۔ پریشانیاں دور ہو جائیں گی ۔لیکن بسا اوقات معاملہ اُلٹ ہو جاتا ہے ۔مرید ہونے کے بعد پریشانیاں بڑھ جاتی ہیں ۔فقر وفاقہ دکھ درد گھیر لیتے ہیں یہ ایسے کیوں ہوتا ہے؟

جواب

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ جو پیچھے مذکور ہوئیں ان پر نظر ڈالنے سے جواب خود بخود سمجھ آ جائے گا۔ پہلی حدیث کو ہی پڑھیں: من یرد اللہ به خیراً یصیب منه. جس بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے آزمائشوں میں ڈال دیتا ہے یہ سوچ کا فرق ہے ہم دنیادار یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ بھلائی اسی کا نام ہے کہ مال و دولت کی ریل پیل ہو جائے کوئی دکھ کوئی پریشانی نہ رہے مگر اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بھلائی یہ ہے کہ بندہ دنیا میں پریشان رہے نیز ایک واقعہ بھی پڑھ لیجئے جو کہ حدیث پاک کی کتابوں میں ہے۔

سیدنا مصعب بن عمیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام نہیں لائے تھے تو شہزادوں کی طرح ٹھاٹھ کی، عیش وعشرت کی زندگی گزارتے تھے اور جب وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت کے ساتھ وابستہ ہوئے تو ان پر فقر وفاقہ نے اور آزمائشوں نے ڈیرہ ڈال لیا۔ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انا لجلوس مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد اذطلع علينا مصعب بن عمير ما عليه الابردة له مرقوعة بفروفلما راه رسول الله صلى الله عليه وسلم بكى للذى كان فيه من النعمةو الذى هو فيه اليوم.

﴿مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۹﴾

یعنی ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک مصعب بن عمیر آ گئے جن کے اوپر صرف ایک چادر تھی

اس کو جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے جب اُن کو حبیب خدا ﷺ نے دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آب دیدہ ہو گئے۔ کیونکہ ایک وہ وقت تھا کہ وہ صحابی نازونعمت میں رہتے تھے اور آج یہ حال ہے کہ صرف ایک پھٹی پرانی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ زاں بعد نبی اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابہ مسلمانوں کا کیا حال ہوگا جب کہ صبح ایک جوڑا پہنے گا اور شام دوسرا جوڑا پہنے گا اور اس کے سامنے ایک پلیٹ کھانے کی رکھی جائے گی اور دوسری اُٹھائی جائے گی اور مسلمان اپنے گھروں کو یوں سجائیں گے جیسے کہ خانہ کعبہ کو سجایا جاتا ہے یہ سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر ایسا ہونے والا ہے تو ہم آج کے دن سے بہتر ہوں گے۔ کیونکہ پھر عبادت کے لئے فراغت مل جائے گی۔ اور محنت نہیں کرنی پڑے گی یہ سن کر شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ تم آج کے دن اس وقت سے بہتر ہو۔ ﴿مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۵۹﴾

اس واقعہ پر غور کرنے سے سوالات خود بخود ختم ہو جاتے ہیں

کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اس کے لئے دعا کر دیتے اور اس کی حالت بدل جاتی مگر ایسا نہیں کیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سمجھ عطا کرے۔

واللہ تعالیٰ الموفق ونعم الوکیل.

مال ودولت فی نفسہ بری چیز نہیں مال بہت اچھی چیز ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو بہت اچھا معاون قرار دیا ہے: نیز حدیث پاک میں ہے: لاباس بالغنی لمن اتقی اللہ عز وجل .

﴿مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی جو بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس کو مال ودولت ملے اس میں حرج نہیں۔

نیز حدیث پاک میں ہے: ان اللہ یحب التقی الغنی

الحفی . ﴿رواہ مسلم عن سعد رضی اللہ عنہ، مشکوٰۃ﴾

وہ مالدار جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔ سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: كان المال فيما مضى يكره فاما اليوم فهو ترس المؤ من وقال لو لا هذه الدنانير لمنديل بنا هؤ لاء الملوك. ﴿مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی پہلے زمانہ میں مال کو پسند نہیں کیا جاتا تھا لیکن اس زمانہ میں یہ مال مومن کی ڈھال ہے نیز فرمایا اگر یہ درہم و دینار نہ ہوتے تو ہمیں حکمران لوگ رومال کی طرح ہاتھوں میں مل دیتے۔

ثابت ہوا مال و دولت بری چیز نہیں ہاں مال و دولت کے ساتھ جو بے راہ روی آجاتی ہے۔ انسان خواہشات کے پیچھے لگ کر خدا اور رسول (جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھول جاتا ہے اپنی آخرت تباہ و برباد کر لیتا ہے یہ بری چیز ہے اس لئے دعاء کرنی چاہیے

اللہ تعالیٰ دے تو عثمانی دولت دے قارونی دولت نہ دے اور

جب اللہ تعالیٰ کسی کو مال و دولت دے تو اس کو اللہ جل جلالہٗ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال جاننا چاہیے۔
اپنا مال نہیں سمجھ لینا چاہیے اور اگر اپنا مال سمجھ لیا تو پھر تباہی ہے۔
وبال ہی وبال ہے۔ پھر قبر دوزخ کا گڑھا ہی بنے گی۔

تنبیہ

بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ زندگی ایک کشتی ہے اور مال پانی ہے تو جیسے کشتی بغیر پانی کے تیر نہیں سکتی، زندگی بھی بغیر دنیاوی مال کے چل نہیں سکتی۔ لیکن کشتی کے لئے پانی اسی حد تک مفید اور بہتر ہے کہ پانی کشتی سے باہر رہے اور اگر پانی کشتی کے اندر آ گیا تو کشتی ڈوب جائے گی۔

یوں ہی زندگی بغیر مال کے چل نہیں سکتی آخر پیٹ لگا ہوا ہے ضروریات زندگی مال کے بغیر پوری نہیں ہوں گی۔ لیکن اگر مال کی محبت دل کے اندر آ گئی تو پھر آخرت کی بربادی ہی بربادی ہے جیسے کہ آج کل کے اکثر اہل ثروت کا حال ہے۔

میرے اے عزیز کی ایک کارخانہ دار کے ساتھ ملاقات ہوئی تو اس نے بات چھیڑ دی کہ پہلے تو زکاۃ لاکھ ڈیڑھ لاکھ نکلتی تھی لیکن اب کروڑوں کے حساب سے نکلتی ہے۔ کیسے زکاۃ دی جائے۔ لہٰذا ہم زکاۃ نہیں دے سکتے۔

غور کا مقام ہے کہ یہ تو وہی ثعلبہ والا معاملہ ہے کہ پہلے تو بھوکا مرتا تھا ہمہ وقت مسجد میں ہی رہتا تھا۔ کہ اس کا نام ہی حمامۃ المسجد مشہور ہو گیا اور پھر جب مال و دولت کی فراوانی ہوئی تو زکاۃ کا ہی انکاری ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ عطا کرے ہم جاگیں، ہوش کریں کہ آخر یہ مال کس نے دیا ہے۔ جس ذات والا صفات جل جلالہٗ نے مال عطا کیا ہے اس کا حق بخوشی ادا کرنا چاہیے۔ پھر یہ کہ ہم پر زکاۃ چالیس یا پچیس فی صد نہیں بلکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے صرف اڑھائی فی صد ہے۔ تو اگر امت کے مالدار اتنا بھی ادا نہ کریں تو یوم حساب کے لئے تیار رہیں جس دن کہ یہی مال پترے

بنا کر دوزخ میں گرم کر کے جسموں پر داغے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عثمانی دولت عطا کرے۔قارونی دولت نہ دے۔وھو حسبنا ونعم الوکیل

﴿سوال﴾

مال کو اپنا مال اپنی دولت سمجھنے میں اور اللہ رسول کا مال سمجھنے میں کیا فرق ہے؟

﴿جواب﴾

یہ فرق انسان کے مال خرچ کرنے سے پتہ چلے گا۔اگر بندہ اس مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے اس کے حکم کے مطابق خرچ کرے۔خود نہ جانتا ہو تو علماء کرام سے پوچھ کر خرچ کرے کہ یہاں خرچ کرنے کے لئے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت ہے یا نہیں تو ثابت ہو گا اس نے مال اپنا نہیں سمجھا بلکہ اللہ رسول کا مال سمجھا ہے۔اور اگر شیطانی کاموں میں بے حیائی

کے پروگراموں میں خرچ کرے بیاہ شادیوں میں آتشبازیوں میں تماشوں میں خرچ کرے تو وہ مال اس نے اپنا سمجھا ہے ایسا مال سراسر وبال ہے۔

قیامت کے دن ایک ایک پیسے کا حساب دینا ہوگا۔

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تزول قدما ابن آدم یوم القیامۃ حتی یسئال عن خمس عن عمرہ فیما افناہ وعن شبابہ فیما ابلاہ وعن مالہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ وما ذا عمل فیما علم. ﴿رواہ الترمذی، مشکوٰۃ شریف﴾

یعنی انسان قیامت کے دن جب دربار الٰہی میں حاضر ہوگا تو جب تک پانچ چیزوں کا حساب نہ دے آگے قدم نہیں اُٹھا سکے گا۔

۱۔ عمر یعنی زندگی کہاں صرف کی؟ (اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں یا شیطانی ونفسانی کاموں میں)

۲۔ جوانی کن کاموں میں صرف کی؟

۳۔ مال کیسے کمایا؟

۴۔ کہاں خرچ کیا؟

۵۔ علم کے متعلق عمل کیسا کیا؟

(ہر انسان جانتا ہے کہ نیکی نیکی ہے اور بدی بدی ہے)

اس علم کے مطابق نیک عمل کئے یا برے کام کئے؟

تمثیل

کوئی انسان کسی مل یا بینک وغیرہ میں کیشیئر مقرر رہے وہ ملازموں کو تنخواہیں دیتا ہے ایک ملازم کہتا ہے بھائی مجھے سو یا دو سو روپے زیادہ دے تا کہ میں بھی خوشی کرلوں تو وہ کیشیئر کہے گا کہ یہ میرا مال نہیں ہے یہ مالک کا مال ہے میں نے مالک کو حساب دینا ہے اگر حساب پورا نہ ہوا تو مجھے سزا ملے گی اور اگر وہ کیشیئر دل میں یہ سوچ لے کہ اپنی مرضی سے خرچ کئے جاؤں جب حساب ہوگا دیکھا جائے گا ایسے کیشیئر کو ہر کوئی پرلے درجے کا بیوقوف ہی کہے گا۔ اے عقلمند

ماننے کو کوئی بھی تیار نہ ہوگا۔ یوں ہی جو لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ مال ہمارا مال نہیں وہ ایک ایک پیسہ سوچ سمجھ کر خرچ کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے یہ مال ہمارا نہیں ہے۔ ہم نے قیامت کے دن مالک کو حساب دینا ہے۔ وہ کبھی بھی یوں رسم ورواج پر بے تحاشا مال خرچ نہیں کرتے۔ بلکہ پہلے سوچتے ہیں کہ یہاں اللہ رسول کی طرف سے اجازت ہے یا نہیں۔ تو پھر خرچ کرتے ہیں اور جو لوگ مال کو اپنا مال سمجھتے ہیں وہ لوگ مال کو شیطانی کاموں میں اپنی خواہشات کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ پرلے درجے کے بیوقوف ہیں۔ جب ان کو مندرجہ بالا حدیث پاک کے مطابق قیامت کے دن مالک کو حساب دینا پڑے گا تو پتہ چل جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خوابِ غفلت سے بیدار کرے اس سے پہلے کہ موت ہمیں جھنجوڑے پھر وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوگا۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل.

فقیر نے ایک کتاب بنام مابعد الموت شائع کی ہے اس کے

مطالعہ سے انسان بخوبی جان سکتا ہے کہ نیکی کا کیا انجام ہے اور بدی کا کیا انجام ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اپنی قبر کو جنت کا باغ بنا لیجئے۔ توفیق دینے والا اللہ جل جلالہٗ ہے۔

حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم.

فقیر ابوسعید غفرلہٗ

یہ کتاب مکتبہ صبح نور ستیانہ روڈ فیصل آباد

اور

مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ فیصل آباد سے مل سکتی ہے۔

آفتوں، مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچاؤ

آفتوں اور پریشانیوں سے بچاؤ کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے قرآن پاک میں ہے فاذکرونی اذکرکم . اے بندو تم مجھے یاد رکھو میں تمہیں یاد رکھوں گا نیز فرمایا: نسوا للہ فنسیھم . جن لوگوں نے ہمیں بھلا دیا ہماری رحمت ان کو بھلا دیتی ہے نیز حدیث پاک میں ہے: من کان للہ کان اللہ لہ . جو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا ہو جائے اس کے سارے کام اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ وہ قادر و قیوم ہے بے نیاز ہے جب وہ کسی کے کام اپنے ذمہ لے لے تو اسباب بھی پیدا کرتا جاتا ہے۔ چند واقعات سپرد قلم کیے جاتے ہیں پڑھیے اور عبرت حاصل کریں۔

۱

ایک نیک آدمی کو جمعہ کے دن چار کام بیک وقت سامنے آ گئے تین دنیا کے ایک دین کا کام (۱) بیل جنگل میں لا پتہ ہو گیا ہے اس کو

تلاش کرنا ہے تا کہ اسے شیر یا کوئی درندہ نہ کھا جائے ۔(۲) دانے چکی پر چھوڑے ہوئے ہیں اور ان کے پسنے کی باری ہے ۔(۳) کھیت کو پانی لگانا ہے اس کا وقت بھی وہی ہے ۔اور دین کا کام یہ کہ جمعہ کا وقت ہے اب وہ سوچنے لگا کہ چاروں کام ایک وقت میں جمع ہو گئے ہیں ۔کیا کروں آخر کار سوچا کہ دین کا کام کرنا چاہیے دنیاوی کام اللہ تعالیٰ کے سپرد ۔لہٰذا وہ سارے کام چھوڑ کر جمعہ کیلئے مسجد میں چلا گیا اور جب جمعہ پڑھ کر واپس گھر آیا تو دیکھا کہ بیل بھی گھر میں موجود ہے اور آٹا بھی گھر پہنچا ہوا ہے پھر وہ باہر کھیت پر گیا تو دیکھا کہ کھیت پانی سے بھرا ہوا ہے ۔حیران ہوا کہ یہ سارے کام کیسے خود بخود ہو گئے ۔بیوی سے پوچھا کہ بیل کیسے آ گیا اس نے بتایا جب آپ جمعہ کے لئے گئے تو میں نے دروازہ بند کر دیا تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی میں ڈر گئی کہ یہ کون ہے وقفے وقفے سے دروازہ کھٹکتا رہا میں نے جب دروازے کی دراڑ سے دیکھا کہ بیل سینگوں سے دروزاہ کھٹکھٹاتا ہے پیچھے شیر کھڑا ہے بیل جب بھاگے تو

شیر پھر اسے گھیر کر دروازے پر لے آئے آخر میں نے دروازہ کھولا تو بیل اندر آ گیا اور شیر پیچھے کو بھاگ گیا۔ ﴿قلیوبی﴾

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے شیر کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ بیل کا مالک چونکہ میری یاد میں مشغول ہے (جمعہ پڑھ رہا ہے) لہٰذا اے شیر تو بیل کو اس کے گھر چھوڑ کر آ۔ پھر جب چکی والے سے دریافت کیا کہ میں تو یہاں موجود نہیں تھا میرے دانے کیسے پس گئے اس نے بتایا کہ آپ کے بعد والا جس کی بعد میں باری تھی میں نے اسے کہا تو اپنے دانے ڈال دے تا کہ پس جائیں اس نے ڈال دیئے جب دانے آدھے پس گئے تو اس نے کہا او ہ یہ میرے دانے تو نہیں تھے یہ کسی اور کے ہیں۔ میں نے کہا اب پس جانے دو جب آپ کے دانے پس گئے تو میں نے نوکر سے کہا یہ آٹا فلاں کے گھر چھوڑ کر آؤ۔ یوں آپ کا آٹا آپ کے گھر پہنچ گیا۔

پھر کھیت کے ہمسائے سے پوچھا میں تو یہاں موجود نہیں تھا میرا کھیت کیسے پانی سے بھر گیا اس نے کہا میں لیٹ گیا تو نیند آ گئی

میں ایسا سویا کہ میری باری کا پانی بھی تیرے کھیت میں چلا گیا۔

نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا: من کان للہ کان اللہ لہ ۔ جواللہ تعالیٰ کا ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

دوسرا واقعہ

ایک نیک آدمی اس کا نام طارق تھا اس کی نیکی اور توکل کی وجہ سے لوگوں نے اس کا نام طارق صادق رکھ دیا ایک دن جنگل میں جارہا تھا ایک غیر آباد خشک اور ویران کنواں آ گیا اچانک طارق صادق اس میں گر گیا۔ اب وہ خود نکل نہیں سکتا تھا۔ تھوڑی دیر گزری کہ ایک حاجیوں کا قافلہ حج کے لئے جارہا تھا اس کنویں کے قریب انہوں نے پڑاؤ کیا۔ اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہاں کچھ پکائیں کھائیں اور آرام کریں پھر آگے روانہ ہوں گے۔ انہوں نے ایک ساتھی کو لکڑیاں لانے کو کہا وہ آگے گیا تو پرانا کنواں نظر آیا اس نے ساتھیوں سے کہا کہ آؤ اس کنویں کو بند کر دیں ایسا نہ ہو کہ کوئی راہ گیر

اس میں گر جائے یہ سن کر طارق کے دل میں آیا کہ شور مچادوں اور کہوں اے گرنے والوں کو بچانے والو پہلے گرے ہوئے کو تو نکالو پھر دل نے کہا اے طارق تجھے لوگ صادق کہتے ہیں اب تیرا امتحان ہے دیکھتے ہیں کہ تو صادق ہے یا کاذب یعنی تیرا خدا تعالی پر توکل سچا ہے یا نہیں یہ سوچ کر خاموش ہو گیا۔

قافلہ والوں نے لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر اس کنویں کا منہ بند کر دیا اور طارق صادق نے دیکھا کہ اندر بالکل اندھیرا چھا گیا ہے۔ خاموش بیٹھا تھا کہ سامنے سے دو چراغ دو لائٹیں نظر آئیں۔ دیکھ کر گھبرا گیا پھر وہ لائٹیں آہستہ آہستہ قریب آتی گئیں جب وہ قریب آئیں تو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑا اژدھا ہے۔ اور یہ لائٹیں اس کی آنکھوں کی چمک ہے۔ یہ دیکھ کر طارق صادق نے گمان کیا کہ یہ مجھے ایک ہی لقمہ میں کھا جائے گا۔ مگر اژدھا نے اس کے گرد لپٹنا شروع کر دیا اور اس نے اپنی دم کا کنڈل بنا کر طارق کو جکڑ لیا اور پھر اس نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا اور چھت کے قریب جا کر اس نے زور

سے سر مارا تو چھت اُڑ گئی اور اژدھا نے اوپر چڑھنا شروع کر دیا مگر اس نے دم کے کنڈل سے طارق کو جکڑے رکھا اور اس کو بھی اوپر لے گیا اژدھا نے طارق کو باہر رکھ کر کنڈل چھوڑ دیا اور آگے روانہ ہو گیا۔

غیب سے آواز آئی اے طارق تو نے ہم پر توکل کیا تو دیکھ ہم نے تیرے دشمن کو بھیج کر تجھے مصیبت سے بچالیا۔ (قلیوبی)

سچ ہے اے بندے تو مجھے نہ بھلا میں تجھے نہ بھلاؤں گا۔ اور خدا تعالیٰ کی سب سے بڑی یاد نماز ہے۔

سوال

ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ خدا تعالیٰ کو بھلا بیٹھتے ہیں نہ نماز نہ روزہ مگر ان کو دنیا کی ہر آسائش میسر ہے اور بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ دن رات یاد الٰہی میں مشغول ہیں مگر وہ آزمائشوں میں گھرے رہتے ہیں فقر و فاقہ دکھ درد بیماریاں ان کا پیچھا نہیں چھوڑتیں یہ کیوں؟

جواب

خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل لوگوں کو دنیا کی جو فراوانی اور آسائشیں میسر ہیں ان کی باگ ڈور ڈھیلی کی گئی ہے قرآن پاک میں ہے: انما نملی لھم لیز دادوا اثما. ہم ان کو ڈھیل اس لئے دیتے ہیں تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کرلیں نیز قرآن پاک میں ہے: فلما نسوا ماذکر وابہ فتحنا علیھم ابواب کل شی حتیٰ اذا فرحوا بمااوتوا اخذنا ھم بغتۃ فاذاھم مبلسون .

﴿قرآن مجید سورہ انعام﴾

یعنی جب لوگوں نے ہماری نصیحتوں کو بھلا دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ وہ جب ہمارے دیئے ہوئے پر اترانے لگے تو ہم نے اچانک پکڑ لیا پھر وہ ناامید ہو گئے۔ اور جن خوش نصیب لوگوں کو باوجود یادالٰہی کے دنیا کی آسائشیں میسر نہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے قیامت کے دن ان کو وہ درجات

ملیں گے جن کو دیکھ کر دوسرے لوگ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے ۔ جیسے کہ آپ احادیث مبارکہ میں پڑھ چکے ہیں ۔ اے میرے مسلمان بھائی اے میرے آقا کے پیارے امتی میں نے آپ کی خیر خواہی اور بھلائی کے لئے یہ چند صفحات تحریر کیے ہیں ان کو پڑھ ،غور سے پڑھ اور دنیا کی خوشحالی کا طالب نہ بن بلکہ قبر و آخرت کی خوشحالی کا طالب بن ۔ ثعلبہ کا واقعہ عبرت اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے ۔

ثعلبہ کا واقعہ

ثعلبہ ایک نہایت غریب مگر نیک نمازی تھا وہ مسجد نبوی شریف میں ہی حاضر رہتا اسی لئے اس کا لقب حمامۃ المسجد یعنی مسجد کا کبوتر مشہور ہو گیا ۔ نماز با جماعت ادا کیا کرتا تھا سجدے کر کر کے اس کے ماتھے پر اونچا سا نشان بھی بن گیا تھا ۔ پھر وہ نماز کا سلام پھیرتے ہی دعاء سے پہلے مسجد سے نکل جاتا تو اس سے رسول اکرم ﷺ نے پوچھا اے ثعلبہ تو دعاء سے پہلے کیوں نکل جاتا ہے اس نے عرض کیا ہم خاوند بیوی کے پاس ایک ہی چادر ہے پہلے میں وہ چادر اوڑھ کر مسجد میں آتا ہوں نماز پڑھ کر

فوراً واپس جاتا ہوں تو میری بیوی چادراوڑھ کر نماز پڑھتی ہے۔

﴿تفسیر نعیمی﴾

پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض گذار ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی مال دے میں بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں رسول اللہ ﷺ فرماتے کیا تجھے پسند نہیں کہ تو میری طرح رہے مجھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ شان عطا کی ہے کہ اگر چاہوں تو پہاڑ سونا بن کر میرے ساتھ ساتھ چلیں مگر دیکھ میں کیسے گزارہ کرتا ہوں مگر ثعلبہ اسی پر اصرار کرتا رہا کہ دعاء فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے مالدار کردے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھا نے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا حتیٰ کہ ایک دن اس نے یہ وعدہ کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے اللہ تعالیٰ مالدار کردے تو میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکا وعدہ کرتا ہوں کہ سارے حق ادا کیا کروں گا۔ پھر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا کہ اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تم شکر ادا کرسکو اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کرسکو لیکن ثعلبہ اسی پر اصرار کرتا رہا کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مالدار ہونے کی دعاء کر دیں تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی اللھم ارزقه مالاً۔ یعنی یا اللہ ثعلبہ کو مالدار کر دے۔بس دعاء کا کرنا تھا کہ رزق کے دروازے کھل گئے ہر طرف سے مال ہی مال۔

حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی کوئی حویلی ایسی نہ تھی جس میں ثعلبہ کی بھیڑ بکریاں سماسکیں پھر وہ باہر جنگل میں اپنی بکریاں لے گیا اور دن کو مسجد نبوی شریف سے غیر حاضری شروع ہوئی پھر مال اور بڑھا اور وہ دور جنگل میں ڈیرہ بنا کر بکریاں وہاں لے گیا تو رات کو بھی غیر حاضر رہنے لگا صرف جمعہ مسجد میں ادا کرتا پھر جمعہ بھی گیا۔پھر جب اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے احکام لکھوا کر دو عاملوں کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا جب وہ دونوں عامل ثعلبہ کے پاس پہنچے اور فرمان دکھایا تو پڑھ کر ثعلبہ نے کہا یہ تو بڑی زیادتی ہے تم آگے سے ہو آؤ میں سوچ لوں وہ دونوں عامل آگے حضرت سلیمی کے ہاں گئے تو انہوں نے زکوٰۃ میں سب سے اچھی بکریاں دے دیں وہ عامل

جب واپس ثعلبہ کے ہاں پہنچے اس نے کہا وہ خط دکھاؤ میں غور سے پڑھ لوں پڑھ کر پھر کہا یہ تو جزیہ (کفر کا ٹیکس) ہے تم جاؤ میں سوچ لوں وہ دونوں جب دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا ثعلبہ تباہ ہو گیا اور حضرت سلیمی کے لئے دعاء خیر فرمائی اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين . فلما آتاهم من فضله بخلوا به وتولوا وهم معرضون فاعقبهم نفاقا في قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ماوعدوه وبما كانوا يكذبون. ﴿قرآن مجید سورۃ توبہ﴾

یعنی کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے مال دے تو ہم دل کھول کر صدقہ خیرات کریں گے اور ضرور نیکوکاروں سے ہوں گے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال دیا تو وہ بخیل بن گئے اور وہ اعراض کرتے ہوئے پھر گئے۔ اور ان کی اس وعدہ خلافی اور جھوٹ کی وجہ سے ان کے دل میں قیامت کے دن

تک نفاق پیدا ہو گیا۔

اور جب لوگوں نے ثعلبہ کو بتایا کہ تیرے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے تو وہ شرمندگی مٹانے کے لئے زکوۃ لے کر حاضر ہو گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری زکوۃ قبول کرنے سے منع فرمادیا۔لہٰذا اپنی زکوۃ واپس لے جا پھر وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں زکوۃ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے بھی انکار کردیا کہ تیری زکوۃ جب رسول اللہ ﷺ نے قبول نہیں کی تو میں کیسے لے لوں پھر وہ عہد فاروقی میں بھی حاضر ہوا وہ عہد عثمانی میں نفاق پر ہی مر گیا۔(العیاذ باللہ تعالیٰ)

﴿دعاء﴾ یا اللہ ہمیں نظر بصیرت عطاء کرتا کہ ہم دنیا کو سمجھ لیں کہ دنیا کس کیلئے ہے یا اللہ ہماری قبروں کو جنت کا باغ بنا اور ہمیں جنت الفردوس عطا کر۔

بجاہ من اتخذته حبیباً فی الدنیا والآخرۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین .

فقیر **ابوسعید** غفرلہٗ

۱۲۔ربیع الاول شریف ۱۴۱۳ھ